بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا ترجمان

ماہنامہ انٹرنیٹ گزٹ

المنار

جلد نمبر : 3 جولائی 2013ء شمارہ نمبر : 7

ایڈیٹر : مقصود الحق

نائب ایڈیٹر: مبارک احمد صدیقی منیجر : سید نصیر احمد

قال اللہ تعالیٰ

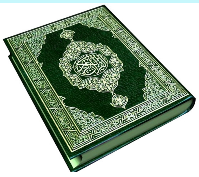

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ
قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۸۴﴾ (سورۃ البقرہ:۱۸۴)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰی وَالۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ
شَهِدَ مِنۡکُمُ الشَّهۡرَ فَلۡیَصُمۡهُ ؕ وَمَنۡ کَانَ مَرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیۡدُ اللّٰهُ
بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ ۫ وَلِتُکۡمِلُوا الۡعِدَّةَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىکُمۡ وَلَعَلَّکُمۡ
تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۱۸۶﴾ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ
فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّهُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کیلئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے۔ اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت) سے گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بناء پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تاکہ تم شکر کرو۔

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پا جائیں۔ (سورۃ البقرہ:۱۸۶-۱۸۷)

قال الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۞ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور محاسبہ نفس کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اُس کو اُس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے لیلۃ القدر کی رات قیام کیا اُس کو اُس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (بخاری باب فضل لیلۃ القدر)

کلام الامام

ان باتوں سے روزہ کی حقیقت ظاہر ہے کہ جب انسان اپنے نفس پر تسلّط پیدا کر لیتا ہے کہ گھر میں اس کی ضرورت اور استعمال کی چیزیں موجود ہیں اگر اپنے مولا کی رضا کے لئے وہ حسب تقاضائے نفس ان کو استعمال نہیں کرتا تو جو اشیاء اس کو میسر نہیں ان کی طرف نفس کو کیوں راغب ہونے دے گا۔ رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورتیں کیوں نہ ہوں مگر خدا کا ماننے والا خدا ہی کی رضامندی کے لئے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ (الحکم 24 جنوری 1904ء صفحہ 12)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اگر تم رمضان کے مہینہ میں لاپرواہی سے کام لوگے اور روزے کو کچھ اہمیت نہیں دو گے یا اگر روزے رکھ لوگے کہ گھر میں سب رکھ رہے ہیں شرم میں رکھ لو اور نمازوں میں سستی کر جاؤ قرآن کریم پڑھنے میں سستی کر جاؤ قرآن کریم بھی رمضان میں ہر ایک کو کم از کم ایک دور مکمل کرنا چاہئے تو یہ روزے تمہارے خدا کی خاطر نہیں ہوں گے اگر یہ سستی ہوتی رہی، یہ تو دنیا دکھاوے کے روزے ہیں اس لئے حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کو بھوکا پیاسا رکھے یا ایسے لوگوں کے بھوکا پیاسا رہنے سے تمہارے اللہ تعالیٰ کو کوئی دلچسپی نہیں ہے کیونکہ ایسے لوگ تو مومن ہی نہیں ہیں اور روزے تو مومن اور تقویٰ اختیار کرنے والوں پر فرض کئے گئے ہیں۔ (خطبات مسرور جلد اوّل صفحہ 417)

المنار ہر ماہ باقاعدگی سے جماعت احمدیہ کی مرکزی ویب سائٹ alislam.org پر upload کر دیا جاتا ہے۔ آپ گزشتہ شمارے دیکھنا چاہیں تو Periodicals کے حصّہ میں جا کر ان کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ المنار کو ہمیشہ آپ کی آراء کا انتظار رہتا ہے۔ (ادارہ)

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ
53, Melrose Road, London, SW18 1LX
فون: 020 8877 5510 فیکس: 020 8877 9987
ای میل: ticassociation@gmail.com

حاصل مطالعہ

ہم نے کسی کتاب میں ایک حکایت پڑھی ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کی ایک کافر سے جنگ ہوئی۔ جنگ میں مغلوب ہوکر وہ کافر بھاگا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کا تعاقب کیا اور آخر اسے پکڑا۔ اس سے کشتی کر کے اس کو زیر کیا۔ جب آپ اس کی چھاتی پر خنجر نکال کر اس کے قتل کرنے کے واسطے بیٹھ گئے تو اس کافر نے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔ اس سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس کی چھاتی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس سے الگ ہو گئے۔

وہ کافر اس معاملہ سے حیران ہوا اور تعجب سے اس کا باعث دریافت کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ ہم لوگ تم سے جنگ کرتے ہیں تو محض خدا کے حکم سے کرتے ہیں۔ کسی نفسانی غرض سے نہیں کرتے بلکہ ہم تو تم لوگوں سے محبت کرتے ہیں۔ میں نے تم پکڑا خدا کیلئے تھا، مگر جب تم نے میرے منہ پر تھوک دیا تو اس سے مجھے بشریت کی وجہ سے غصہ آگیا۔ تب میں ڈر گیا کہ اگر اس وقت، جب کہ اس معاملہ میں میرا نفسانی جوش بھی شامل ہو گیا ہے، تم کو قتل کروں تو میرا ساختہ پرداختہ ہی برباد ہو جاوے اور جوش نفس کی ملونی کی وجہ سے میرے نیک اور خالصتاً للہ اعمال بھی حبط نہ ہو جاویں۔

یہ ماجرا دیکھ کر کہ ان لوگوں کا اتنا باریک تقویٰ ہے، اس نے کہا میں یقین نہیں کر سکتا کہ ایسے لوگوں کا دین باطل ہو، لہٰذا وہ مسلمان ہو گیا۔ (ملفوظات جلد پنجم ص 609)

امین اور صدیق

دنیا میں ایسے لوگ بہت ہوتے ہیں جن کی نسبت بدیانتی کا ثبوت نہیں ملتا۔ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کو کسی کڑی آزمائش میں سے گزرنے کا موقع نہیں ملتا۔ ہاں معمولی آزمائشوں سے وہ گزرتے ہیں اور ان کی امانت قائم رہتی ہے لیکن اس کے باوجود ان کی قوم ان کو کوئی خاص نام نہیں دیتی۔ اس لئے کہ خاص نام اسی وقت دئے جاتے ہیں جب کوئی شخص کسی خاص صفت میں دوسرے تمام لوگوں پر فوقیت لے جاتا ہے۔ لڑائی میں شامل ہونے والا ہر سپاہی اپنی جان کو خطرہ میں ڈالتا ہے۔ لیکن نہ انگریزی قوم ہر سپاہی کو وکٹوریہ کراس دیتی ہے، نہ جرمن قوم ہر سپاہی کو آئرن کراس دیتی ہے۔ فرانس میں علمی مشغلہ رکھنے والے لاکھوں لوگ ہیں لیکن ہر شخص کو لیجن آف آنر (Legion of Honour) نہیں ملتا۔ پس محض کسی شخص کا امانت دار اور صادق ہونا اس کی عظمت پر خاص روشنی نہیں ڈالتا، لیکن کسی شخص کو ساری قوم کا امین اور صدیق کا خطاب دے دینا، یہ ایک غیر معمولی بات ہے۔

اگر مکہ کے لوگ ہر نسل کے لوگوں میں سے کسی کو امین اور صدیق کا خطاب دیا کرتے تب بھی امین اور صدیق کا خطاب پانے والا بہت بڑا آدمی سمجھا جاتا۔ لیکن عرب کی تاریخ بتاتی ہے کہ عرب لوگ ہر نسل میں کبھی کسی آدمی کو یہ خطاب نہیں دیا کرتے تھے بلکہ عرب کی سینکڑوں سال کی تاریخ میں صرف ایک مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ملتی ہے کہ آپ کو اہل عرب نے امین اور صدیق کا خطاب دیا۔ پس عرب کی سینکڑوں سال کی تاریخ میں قوم کا ایک شخص کو امین اور صدیق کا خطاب دینا بتاتا ہے کہ اس کی امانت اور صدق دونوں اتنے اعلیٰ درجہ کے تھے کہ اس کی مثال عربوں کے علم میں کسی اور شخص میں نہیں پائی جاتی تھی۔ عرب اپنی باریک بینی کی وجہ سے دنیا میں ممتاز تھے۔ پس جس چیز کو وہ نادر قرار دیں وہ دنیا میں یقیناً نادر ہی سمجھے جانے کے قابل تھی۔

(دیباچہ تفاسیر القرآن صفحہ 234)

المنار نیوز لائن

تعلیم الاسلام کالج کے سابق طالب علم اور ایک عزیز دوست کی رحلت

یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ ہمارے دیرینہ دوست مکرم منور احمد صاحب نمّی 29 جون 2013 کو گلاسگو میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترم منوّر احمد صاحب 1957 سے 1961 تک تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں زیرِ تعلیم رہے۔ اس دوران آپ نے ایک debater کے طور پر بہت نمایاں مقام حاصل کیا، پاکستان کے مختلف کالجوں میں تعلیم الاسلام کالج کی نمائندگی کی اور اعزازات حاصل کئے۔ موصوف 3 اگست 1937 کو قادیان دارالامان میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چوہدری علی محمد صاحب بی ٹیؓ کے صاحبزادے اور جماعت کے معروف شاعر جناب عبدالسلام اختر صاحب، مکرم منصور احمد بی ٹی صاحب کے برادرِ اصغر اور لارڈ طارق احمد صاحب کے چچا تھے۔ مکرم نمی صاحب 1961 میں ربوہ سے گلاسگو آئے اور تب سے یہیں پر مقیم تھے۔ 52 سال انہوں نے گلاسگو میں گزارے۔ گویا یہی ان کا دوسرا وطن تھا۔ اس عرصہ میں انہیں مختلف حیثیتوں میں جماعتی خدمات بجا لانے کا شرف حاصل رہا۔ 1970 میں مجلس خدام الاحمدیہ گلاسگو کے قائد اور ایک عرصے تک سیکریٹری ضیافت کے طور پر خدمت بجا لاتے رہے۔ وہ ایک اچھے دوست اور بہت مہمان نواز انسان تھے۔ مہمان نوازی میں انہیں اپنی اہلیہ صاحبہ کا بھرپور تعاون حاصل رہا۔

اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ مرحوم نے اپنے پسماندگان میں اپنی اہلیہ محمودہ شاہدہ صاحبہ (جو جماعت کے مشہور مضمون نگار مکرم عبدالرحمن شاکر صاحب کی صاحبزادی ہیں) کے علاوہ تین بیٹے منیب احمد، اسامہ احمد، معاذ احمد اور ایک بیٹی سمیرا استارا اپنے پیچھے یادگار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔ (حفیظ الرحمن واحد - ایڈنبرا)

المنار نامہ

۞ المنار کی ہلکی پھلکی اور دلچسپ تحریریں اچھی لگیں۔ مکرم مولانا وہاب آدم صاحب کی ربوہ کی یادیں ماشاءاللہ حضور انور نے بھی پسند فرمائیں۔ اللہ کرے وہ وقت جلد آئے کہ تعلیم الاسلام کالج ہمیں واپس مل جائے اور اس کی شان اور عظمتِ پارینہ پھر سے واپس لوٹ آئے۔

(محمود احمد ملک - ویسٹ ہِل - لنڈن)

۞ ماشاءاللہ بہت سے عوامی دلچسپی کے حامل مضامین المنار کی زینت بن رہے ہیں۔ آصف علی پرویز صاحب کے سادہ اور عام فہم انداز نے سائنس کی دقیق گتھیوں کو مجھ جیسے عوام الناس کے لئے خوب سلجھایا ہے۔ خاص طور پر کمپیوٹر کے بارے میں حالیہ آرٹیکل پسند آیا۔ اس سلسلے کو جاری رکھیں۔

(منیر احمد منوّر - آسٹریا)

۞ ذرّے تو ختم نہیں ہو سکتے، مکرم آصف صاحب کے ذرّوں کی کہانی کیوں ختم ہو گئی؟ کمپیوٹر کے بارے میں مضمون ایک اچھی کاوش ہے۔ المنار کا مئی کا شمارہ پروف ریڈنگ کی چند غلطیوں سے قطعِ نظر مجموعی طور پر عمدہ پیشکش ہے۔ اللہ آپ کی کوششوں میں برکت ڈالے۔

(منیر الحق شاہد - کینیڈا)

جستہ جستہ

کچھ اس کا علاج اے چارہ گراں ہے کہ نہیں ہے؟

بجلی کی پیداوار میں کمی کے باعث پاکستان ایک عرصے سے لوڈشیڈنگ کے عذاب میں مبتلا چلا آرہا ہے۔ کہتے ہیں کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے مگر اس عذاب میں مسلسل مبتلا چلے آنے کے باوجود مصیبت کا مارا کوئی پاکستانی سالہا سال گزرنے کے باوجود اس کا کوئی تیر بہدف، آسان اور سستا علاج دریافت کرنے کے قابل نہیں ہوسکا؟ اس کے بالمقابل امریکہ کو دیکھیں، جہاں بجلی کی کوئی کمی نہیں مگر پھر بھی وہاں کی ہارورڈ یونیورسٹی کے طلبہ نے بجلی پیدا کرنے کا دلچسپ اور سادہ طریقہ ڈھونڈ نکالا ہے۔ انہوں نے ''ساکٹ بال'' نامی ایک ایسا فٹ بال تیار کیا ہے جسے کِک لگائی جائے تو لڑھکتے ہوئے اس کے اندر لگایا گیا مقناطیس اور کوائل آپس میں رگڑ کھاتے ہوئے بجلی پیدا کرنے لگتے ہیں اور پیدا ہونے والی بجلی کو فٹ بال کے اندر لگایا گیا نظام اپنے اندر محفوظ کرتا چلا جاتا ہے۔ صرف نصف گھنٹے تک اس فٹ بال کو کِک لگانے اور اس کے لڑھکنے سے اتنی بجلی پیدا ہوجاتی ہے جس سے کئی گھنٹوں تک لائٹس جلائی جاسکتی ہیں۔ صدر اوبامہ نے گزشتہ دنوں افریقہ کے تین ممالک کے دورے میں اس فٹ بال سے کھیلتے ہوئے بجلی پیدا کرنے کا دلچسپ مظاہرہ کیا۔ بعید نہیں کہ تعلیم الاسلام کالج کا کوئی قابل طالب علم پاکستان میں رہنے والے اپنے بھائیوں کیلئے بجلی پیدا کرنے کا کوئی ایسا ہی سادہ، کم خرچ اور دلچسپ طریقہ ایجاد کرنے میں کامیاب ہوجائے اور گرمی کی حدّت میں جھلسنے والے اپنے بھائیوں کے لئے ٹھنڈک اور راحت مہیّا کرنے والا مسیحا بن جائے یا کم از کم کچھ فٹ بال امریکہ سے پاکستان کی طرف کِک لگا کر ہی لڑھکا دے۔

مزیدار کافی

عمدہ کافی بنانا بھی کیمیا گری سے کم نہیں۔ ہر کافی ہاؤس اور خاندان کا ایک مخصوص نسخہ ہوتا ہے جو سینہ بہ سینہ حلق بہ حلق منتقل ہوتا رہتا ہے۔ مشرقی افریقہ کے اُس انگریز افسر کا نسخہ تو سبھی کو معلوم ہے جس کی مزیدار کافی کی دھوم سارے علاقے میں تھی۔ ایک دن اس نے نہایت پُرتکلف دعوت کی جس میں اس کے حبشی خانساماں نے بہت ہی خوش ذائقہ کافی بنائی۔ اس انگریز افسر نے بغرض حوصلہ افزائی اسے معزز مہمانوں کے سامنے پیش کیا اور اس سے اتنی مزیدار کافی بنانے کی ترکیب دریافت کی۔ حبشی خانساماں نے جواب دیا کہ اس کا طریق بہت ہی سہل ہے، کھولتا ہوا پانی اور دودھ لیتا ہوں اور کافی کو اس میں ملا کر دم دے دیتا ہوں۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ کافی کو حل کیسے کرتے ہو، بہت مہین چھنی ہوئی ہوتی ہے۔ خانساماں نے جواب دیا، چھاننے کے لئے حضور کا موزہ استعمال کرتا ہوں۔ کیا مطلب؟ تم میرا قیمتی ریشمی موزہ استعمال کرتے ہو؟ خانسامہ سہم گیا اور ڈر کر اپنی صفائی میں کہنے لگا نہیں سرکار! کافی چھاننے کے لئے میں آپ کا صاف موزہ کبھی استعمال نہیں کرتا!

(مشتاق احمد یوسفی)

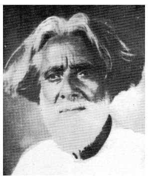

حضرت حسن رہتاسیؓ جماعت کے مزاحیہ شعراء کے سرخیل تھے۔ آپؓ کے والد حضرت منشی گلاب دین رہتاسی صاحبؓ بھی بہت اچھے شاعر اور اپنے علاقے کے مشہور واعظ تھے۔ دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے۔ حسن رہتاسی صاحبؓ کی مشہورِ عام پُرمزاح یادوں میں سے چند ایک ہدیہ قارئین ہیں:

سرگودھا کی وجہ تسمیہ

سرگودھا کے علاقے میں ''سر'' تالاب کو کہتے ہیں۔ حسن صاحب سرگودھا آئے تو باتوں باتوں میں کسی نے شہر سرگودھا کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ شہر ''گودھا'' نامی شخص کے نام پر ہے جس کا تالاب یہاں ہوتا تھا۔ حسن صاحب نے یہ وجہ تسمیہ سنی تو کہنے لگے تیری اس نکتہ نوازی پر حسن حیران ہے۔

دے دیا 'گودھے' کو پس از مرگ بھی 'سر' کا خطاب

سجع

وہ شعر یا مصرع جس میں کسی کا نام آجائے سجع کہلاتا ہے۔ حسن صاحب کو سجع کہنے میں بھی کمال حاصل تھا۔ ایک دن ''گھسیٹا'' نامی ایک شخص نے کہا ہمارے نام کی سجع لکھیں تو جانیں۔ حسن صاحب نے چندلمحوں کے لئے گردن گریبان میں ڈالی، اُبھری تو یہ سجع زبان پر تھا۔

جسے میں نے سلایا فرشِ گل پر
مجھے اس گل نے کانٹوں پر ''گھسیٹا''

یہ سن کر حاضرین میں سے ایک شخص نے بڑا ہی مشکل نام اپنے ایک بمبئی کے دوست ''اسمٰعیل کوکاٹے'' کا پیش کردیا۔ حسن صاحب نے سنتے ہی فی البدیہہ کہہ دیا۔

یہ ابراہیم کا دل ہے کہ ''اسمٰعیل کوکاٹے''

ایک گزارش

اے صاحبِ ادارت مت چھاپ میری نظمیں
میں بھی خراب ہوں گا، تو بھی خراب ہوگا

جلسہ سالانہ یوکے 2013 کے موقع پر تعلیم الاسلام کالج کے سابق طلبہ کا اجلاس

گزشتہ سال کی طرح تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے زیر اہتمام امسال بھی جلسہ سالانہ U.K کے موقع پر کالج کے سابق طلبہ کا اجلاس منعقد کیا جارہا ہے۔ یہ اجلاس جلسہ کے دوسرے دن (بروز ہفتہ) بعد نماز ظہر ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ اجلاس کے لئے معیّن جگہ، معیّن وقت اور دیگر تفصیل سے دوران جلسہ مطلع کردیا جائے گا۔ برطانیہ میں ٹی آئی کالج کے سابق طلبہ کے علاوہ دنیا کے دیگر ممالک سے آنے والے سابق طلبہ اور اساتذہ کرام کی اس اجلاس میں شمولیت باعثِ مسرّت ہوگی۔ یاد رہے کہ گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر جو میٹنگ منعقد ہوئی تھی اس میں تعلیم الاسلام کالج کے 3 سابق اساتذہ اور 128 سابق طلبہ رونق افروز ہوئے تھے۔ جملہ ممبران ایسوسی ایشن سے درخواست ہے کہ تعلیم الاسلام کالج کے اپنے کلاس فیلوز اور دیگر ساتھی طلبہ کو اس میٹنگ کے انعقاد سے مطلع فرمادیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ اس get together کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین۔

ہمارے ماٹو: علم و عمل کے حوالہ سے

علمی معیار بڑھانے کے ذرائع

(مکرم عبدالسمیع خان صاحب کے مضمون سے ماخوذ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝٣٠

یہ قرآن ایسی کتاب ہے جسے ہم نے تیری طرف نازل کیا ہے۔ سب خوبیوں کی جامع ہے تا کہ لوگ اس کی آیات پر تدبر کریں اور تا کہ عقلمند نصیحت حاصل کریں۔

پس علم کا سب سے بڑا، سب سے سچا یقینی اور قطعی ماخذ قران کریم ہے بلکہ حقیقت میں علم وہی ہے جو قرآن کے مطابق اور ماتحت ہے اور جو کچھ اس سے متضاد یا متصادم ہے وہ علم نہیں جہالت ہے۔ پس علمی معیار بڑھانے کا سب سے پہلا اور مرکزی نکتہ قرآن کی تلاوت اور اس پر تدبر ہے۔

قرآن پر غور کرو

حضرت عبیدہ الملیکی بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

”اے اہل قرآن، قرآن پڑھے بغیر نہ سویا کرو اور اس کی تلاوت رات اور دن میں اس انداز میں کیا کرو جیسے اس کی تلاوت کا حق ہے۔ اور اس کو خوش الحانی سے پڑھو اور اس کے مضامین پر غور کیا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔“

(الفردوس دیلمی جلد 5 ص 298 حدیث نمبر 8241)

(دارالکتب العلمیہ بیروت 1986 طبع اول)

”یہ وہ کتاب ہے جس کے معارف کبھی ختم نہیں ہوتے۔“

عجائبات قرآن

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے قرآن کریم کے متعلق فرمایا:

لا تنقضی عجائبہ اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے۔

(جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن باب فضل القرآن حدیث نمبر 2831)

قرآن کا ظاہر و باطن

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”قرآن کی تمام آیات کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے۔“

(تفسیر محی الدین بن العربی برحاشیہ عرائس البیان جلد اول ص 3)

یہی وجہ ہے کہ قرآن پڑھنے اور پڑھانے کو رسول ﷺ نے بہترین عمل قرار دیا ہے۔

معلم قرآن

حضرت عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

خیر کم من تعلم القرآن و علمہ

”تم میں سے وہ شخص سب سے بہتر ہے جو قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرتا ہے اور دوسروں کو قرآن کی تعلیم دیتا ہے۔“

(صحیح بخاری کتاب الفضائل باب خیرکم من تعلم القرآن حدیث نمبر 4639)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود جب کسی مضمون پر قلم اٹھاتے ہیں تو ایک دفعہ سارے قرآن کریم سے گزر جاتے اور اس کی روشنی میں مضمون تحریر فرماتے۔

قرآن۔ مجموعہ علوم وفنون

مشہور مستشرق فلپ کے حتی رقمطراز ہیں:

”قرآن صرف ایک مذہب کا دل اور آسمانی بادشاہت کا رستہ دکھانے والا نہیں بلکہ علوم و فنون اور سائنس وحکمت کا نچوڑ اور ایسا تاریخی دستاویز ہے جس میں ارضی بادشاہت کے قوانین بھی پیش کئے گئے ہیں۔“

مسلمانوں کے نزدیک دینیات، فقہ اور سائنس دراصل ایک ہی شمع کی کرنیں ہیں۔ لہٰذا تعلیم و تربیت کیلئے قرآن سائنس کا راہنما اور ایک درسی کتاب کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی یونی ورسٹی جامعۃ الازہر جیسے ادارے میں اس کتاب کو اب بھی سارے نصاب کی اساس قرار دیا جاتا ہے۔ شام، عرب اور مصر کی طرح عراق اور مراکش میں ہر جگہ وہی کلاسیکل عربی زبان رائج ہے جس کی تشکیل قرآن نے کی ہے۔

(تاریخ عرب از فلک کے حتی، ناشر آصف جاوید برائے نگارشات باب 5 ص 37-35)

احادیث صحیحہ

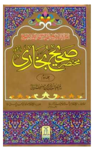

سچے علوم کا دوسرا ماخذ احادیث صحیحہ ہیں۔ وہ روحانی، تاریخی اور سائنسی سچائیاں جن سے رسول کریم ﷺ نے چودہ سو سال پہلے پردہ اٹھایا تھا مگر دنیا کی نظروں سے اوجھل ہوگئی تھیں آج کی سائنس انہیں سر آنکھوں پر بٹھا رہی ہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا:

”مجھ سے سن کر آگے پہنچاؤ، خواہ ایک آیت ہی ہو۔“

اور بار بار فرمایا:

”ہر حاضر میری بات کو ان تک پہنچاوے جو حاضر نہیں ہے۔“

آپ نے اپنے خلفاء کیلئے یوں دعا کی:

”اے اللہ میرے ان خلفاء پر رحم فرما جو میرے بعد آئیں گے میری احادیث اور سنت بیان کریں گے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیں گے۔“ (الجامع صغیر جلد 1 ص 60)

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام وخلفاء

تیسرے نمبر پر حضرت مسیح موعودؑ کی کتب ہیں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی بہترین تصویر ہیں۔ اور جن کے پڑھنے سے انسان علوم کی نئی منزلیں طے کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ..... جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 ص 104)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں:

”براہین احمدیہ کو میں کئی مہینوں میں ختم کر سکا تھا۔ میں بڑا پڑھنے والا ہوں۔ کئی کئی سو صفحات لگا تار پڑھ جاتا ہوں۔ مگر براہین کو پڑھتے ہوئے اس وجہ سے دیر لگی کہ کچھ سطریں پڑھتا تو اس قدر مطالب اور نکتے ذہن میں آنے شروع ہو جاتے کہ آگے نہ پڑھ سکتا اور وہیں کتاب رکھ کر لطف اٹھانے لگ جاتا۔

“(حقیقۃ الرویا 50 تقریر جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1917) (جاری...)

روزانہ ایک سیب

(ناصر محمود، لاہور)

انگریزی زبان میں کہتے ہیں An apple a day keeps the doctor away یعنی روزانہ ایک سیب کھائیے اور ڈاکٹر سے دور رہیے۔ یقیناً سیب انسانی صحت کیلئے بہت مفید پھل ہے۔

سیب میں فاسفورس کے اجزاء موجود ہیں اسی لئے یہ مقوی دماغ بھی ہے۔ اس میں فولاد کے اجزاء بھی شامل ہیں اس لئے اس کا استعمال خون کے ذرات میں اضافہ کرتا ہے اور چہرے کو سرخ اور شاداب بناتا ہے۔

غذائیت

سیب کو اکثر کچا کھایا جاتا ہے۔ مگر اس کا استعمال بہت سی کھانے کی اشیاء خاص طور پر میٹھے اور مشروبات میں بھی ہوتا ہے۔ سیب کھانے سے صحت پر بہت سے مفید اثرات ہوتے ہیں جبکہ اس کے بیج قدرے مضرصحت ہیں۔

سیب کا چھلکا اتار کر کھانا ایک فاش غلطی ہے۔ اس کے چھلکے کی موٹائی میں وٹامنز کی ایک بڑی مقدار چھپی ہوتی ہے جو کہ چھلکا اتارنے پر عموماً ضائع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اسے چھلکے سمیت ہی کھایا جائے۔

سیب کھانے سے ہاضمہ کو تقویت ملتی ہے۔ سیب کھانا قبض کشا اثر رکھتا ہے اور اس کے علاوہ جگر کا فعل بھی تیز کرتا ہے۔ سیب کا عرق معدے اور انتڑیوں کی بیماریوں کیلئے دافع جراثیم اور دافع بدبو ہے۔ گردوں کی صفائی میں بھی اس کی کارکردگی لاجواب ہے۔

سیب دل کو شگفتہ اور دماغ کو تر و تازہ رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے پریشانی وغیرہ کی صورت میں انسانی جسم میں قوت مدافعت بڑھاتا ہے۔

سیب کے چھلکوں سے نہایت لذیذ اور خوشبودار چائے تیار کی جاسکتی ہے۔

سیب کے چھلکوں کی چائے میں لیموں اور شہد کا اضافہ کر لیا جائے تو یہ پیچش اور تپ محرقہ یعنی ٹائیفائڈ کی کمزوریوں کو دور کرتی ہے۔

سیب دانتوں کو مضبوط کرتا ہے اس کے اجزاء دانتوں اور مسوڑھوں میں جذب ہو کر انہیں خاصا مضبوط کرتے ہیں۔ اس کے متواتر استعمال سے اعصابی کمزوری دور ہوتی ہے۔

آٹومیٹک گھڑی

کچھ عرصہ قبل تک کسی بھی گھڑی کے بارے میں یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا تھا کہ وہ ہمیشہ ہر جگہ ٹھیک وقت بتائے گی۔ مگر اب ایسا نہیں ہوگا کیونکہ جاپان کی گھڑی ساز کمپنی سیکو (Seiko) نے ایسی آسٹرون (Astron) رسٹ واچ بنائی ہے جس میں پہلی بار گلوبل پوزیشن سسٹم استعمال کیا گیا ہے۔ اسی خوبی کی بناء پر یہ گھڑی دنیا میں کہیں بھی خودکار طور پر ٹائم سیٹ کر سکتی ہے۔ اس گھڑی کے GPS سسٹم کا رابطہ دنیا کے مدار میں چکر لگانے والے چار سیٹلائٹس کے ساتھ ہے تاکہ اس کا محل وقوع واضح ہو جائے۔ اسکے بعد پروسیسر اس بات کا تعین کرتا ہے کہ وہ اس وقت کس ٹائم زون میں موجود ہے، پھر اس کے مطابق تاریخ اور وقت سیٹ کر دیتا ہے۔ اس گھڑی کی ابتدائی تعارفی قیمت تین ہزار ڈالر ہے۔

(بشکریہ روزنامہ ''جنگ'' لندن)

مگر دِل ہے کہ اس کو جانتا ہے

کلام: مکرم چوہدری محمد علی صاحب

نہ میں اس سے، نہ وہ مجھ سے ملا ہے
مگر دِل ہے کہ اس کو جانتا ہے

یہ کیسی صبح کا چرچا ہوا ہے
اندھیرے میں نظر آنے لگا ہے

میں اپنے سامنے ہوں بھی نہیں بھی
نظارہ آئنہ در آئنہ ہے

یونہی بھولے سے آ جاؤ کسی دِن
کہ اس گھر کا تو دروازہ کھلا ہے

کوئی آہٹ تو آئی ہے قفس میں
کہیں امید کا پردہ ہلا ہے

لرز اُٹھا ہے آدھی رات کا دِل
اندھیرے میں کوئی آنسو گرا ہے

خدا رکھے سلامت تجھ کو قاتل!
کہ تو اپنا پرانا آشنا ہے

اندھیرا صبح کو جھٹلا رہا تھا
اسے بھی اب یقیں آنے لگا ہے

ہمہ تن گوش ہے ساری خدائی
پس پردہ کوئی تو بولتا ہے

کھڑا ہوں دم بخود ان کی گلی میں
بڑی مدت کے بعد آنا ہوا ہے

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کا ایک فرض جو ہم سب نے مل جُل کر ادا کرنا ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے:-

''میں سمجھتا ہوں ایسوسی ایشن اگر اپنے ممبران سے مستقل رابطہ رکھے اور ممبران خود بھی ایک جذبہ کے تحت اپنی اس درس گاہ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا حق ادا کرنے کی کوشش کریں تو احمدی بچوں کے لئے آپ بہت کچھ کر سکتے ہیں''

(الفضل ربوہ 13 اکتوبر 2011)

پاکستان کے نادار اور مستحق احمدی طلبہ کی امداد کی بابرکت تحریک حضور انور نے جاری فرمائی ہوئی ہے، اس میں دل کھول کر حصہ لیں۔ یہ بچے ہمارے بچے ہیں اور ان کی زیادہ سے زیادہ مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین۔

قصہ کالج کے ID کارڈ کا

(محمد شریف خان) قسط ششم

محض اللہ تعالیٰ کے فضل، بزرگوں کی دعاؤں اور مخلص اور محنتی اساتذہ کے طفیل تعلیم الاسلام کالج کے یہ فارغ التحصیل طلباء زندگی کے ہر شعبہ میں ملک وملت کی خدمت کرتے رہے اور کر رہے ہیں اور اب اپنے سینوں پر یہ آئی ڈی کارڈ سجا کر بیرونِ ملک کٹھن سے کٹھن امتحانوں میں سرخرو ہو کر انسانی خدمت بجا لا رہے ہیں۔ یہ خدائی نور سے منور رعنا نوجوان جب قربانی پیش کرنے کا وقت آیا، پہاڑ کی طرح ظلم وستم کے آگے ڈٹ گئے۔ بقول حضرت مولنا غلام رسول قدسی راجیکیؓ

’’عاشقوں کی شاندار قربانیوں سے ہی تو معشوق کی شان ظاہر ہوتی ہے، اسی لیئے ہم اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لیئے ہر وقت تلوار کی دھار کے منتظر رہتے ہیں اور اپنا نصب العین حاصل کرنے کے لیئے سچے عاشقوں کی طرح ہر قربانی کے لیئے ہم ہر وقت کفن بردوش رہتے ہیں۔‘‘

جماعت احمدیہ میں جانی قربانی کی ابتدا رئیس الشہداء حضرت صاحبزادہ عبداللطیفؓ کی ولولہ انگیز شہادت سے شروع ہوئی اور پھر یہ بہشتی قافلہ گاہے بگاہے چمنستانِ احمدیت کی آبیاری کر رہا ہے۔ بقول حضرت مصلح الموعودؓ

یہ عشق و وفا کے کھیت کبھی، خوں سینچے بغیر نہ پنپیں گے
اس راہ میں جان کی کیا پرواہ، جاتی ہے اگر تو جانے دو

آج کی محفل میں اس عظیم ادارے کے 4 ہونہار طلباء کا ذکر مقصود ہے جو اپنی مفوضہ ڈیوٹی اور ایمان کی حفاظت میں اپنی جان کا نذرانہ لئے خدائے واحد ویگانہ کے حضور حاضر ہو گئے اور رہتی دنیا تک امر ہو گئے۔ یہ شہیدانِ راہِ وفا ہمارا اور ہماری آنے والی نسلوں کا آئی کارڈ ہیں، ان کا ہم پر قرض ہے، ہم نے انہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا ہے۔ اللہ کرے ہماری نسلوں میں احمدیت کو ان سے بڑھ کر جاں نثار ملیں۔ آمین

محمد منیر خان شامی شہید (1927-1947) قادیان

یہ محترم ڈاکٹر حبیب اللہ خان صاحب ابو حنیفی کے بیٹے، واقفِ زندگی تھے، جنہیں سائنس کے مضامین میں ایم ایس سی کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ 1947 میں تعلیم الاسلام کالج قادیان میں بی ایس سی کے پہلے سال کے طالب علم تھے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے فعال رکن تھے۔ والد ملازمت کے سلسلے میں افریقہ میں مقیم تھے، گھر اور چھوٹے بہن بھائیوں کی نگرانی بھی منیر کے سپرد تھی۔

ملکی بٹوارے کے وقت جب قادیان کی آبادی پاکستان منتقل ہو رہی تھی، نوجوانوں کو آبادی کے انخلاء میں مدد دینے کے لئے اپنے محلوں میں ٹھہرے رہنے کی جماعتی ہدایت تھی۔ قادیان پر حملے ہو رہے تھے۔ گھر میں دونالی بندوق تھی، منیر دن کے وقت تو حملہ آوروں کا خوب ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے مگر رات کے اندھیرے میں عقب سے حملے کا نشانہ بن گئے۔ صبح کے وقت جب خدام خیریت معلوم کرنے آئے تو دیکھا کہ منیر شہید ہو چکے ہیں۔ اناللہ و انا الیہِ راجعون۔ جب والد کو جواں سال بیٹے کی شہادت کی خبر دیارِ غیر افریقہ میں ملی تو انہوں نے یہ صدمہ بڑی بہادری سے سہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ نے ’تذکرہ شہدائے احمدیت‘ کے سلسلہ خطبات میں 11 جون 1999 کو مسجد فضل لندن میں از راہِ شفقت محمد منیر خاں شامی شہید کا تذکرہ پر از شفقت الفاظ میں فرمایا۔ محمد منیر خان صاحب شہید خاکسار راقم کے بڑے بھائی تھے۔ فالحمدُللہِ علیٰ ذالک

میاں جمال احمد شہید بھاٹی گیٹ، لاہور

آپ مستری نذر محمد صاحب حلقہ بھاٹی گیٹ کے فرزند اور تعلیم الاسلام کالج لاہور میں ایف ایس سی کے طالبعلم تھے۔ آپ مخلص نوجوان تھے۔ جب حضرت المصلح موعودؓ لاہور تشریف لے جاتے تو پہرے کی ڈیوٹی بڑی مستعدی سے دیتے۔ 6 مارچ 1953 کو لاہور میں سائیکل پر اپنی والدہ اور بہن بھائیوں کی خیریت معلوم کرنے کے لئے رنگ محل جا رہے تھے، گھر سے کچھ فاصلے پر آپ کے محلہ کے لوگ جلوس کی شکل میں کھڑے تھے جنہوں نے آپ کو دیکھ کر پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ جمال سکون سے سائیکل سے اترے، جلوس گالیاں دیتا ہوا آپ کی طرف بڑھا۔ ایک آدمی جو آپ کو جانتا تھا، آپ کے پاس آیا اور کہا جمال تم کہہ دو میں احمدی نہیں ہوں، میں تمہیں بچا لونگا۔ میرے کان میں ہی کہہ دو تو میں ہجوم کو سنبھال لوں گا۔ جمال نے جواب دیا میں خدا کے فضل سے احمدی ہوں، جان بچانے کے لئے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ ہجوم نے جمال کو زمین پر گرا کر چاقوؤں سے وار کر کے شہید کر دیا۔ اناللہ و انا الیہِ راجعون۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کی شہادت کا ذکر پر از شفقت الفاظ میں 7 مئی 1999 کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

مبشر احمد صاحب چندھڑ شہید، گکھڑ منڈی

مبشر احمد (ابن چوہدری امانت علی صاحب) نے میٹرک گکھڑ ہائی اسکول سے امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں ایف ایس سی میں پڑھ رہے تھے۔ عزیزم خوبصورت، صحت مند، ہنس مکھ نوخیز جوان تھا۔ میں عزیزم کو بچپن سے جانتا ہوں اس کا ہنستا ہوا چہرہ اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ طبیعت میں ایک طرح کا ہلکا پھلکا مزاح تھا۔ بزرگوں کے ساتھ ہمیشہ مؤدب رہتا۔ مجلس اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا۔ مبشر نے اپنی لیاقت اور خوش خُلقی کے باعث کالج میں سب کا دل موہ لیا تھا۔ موسمِ گرما کی چھٹیاں گزارنے گھر آیا ہوا تھا۔ ایک دن بازار سے گزر رہا تھا کہ ایک اوباش قصائی عزیزم پر چھری سے حملہ آور ہوا اور مبشر احمدیت پر جان نثار کرنے کی سعادت حاصل کر گیا۔ انا للہِ و انا الیہِ راجعون۔ مکرم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب بیان کرتے ہیں:

’’غالباً بارہ ایک بجے کا عمل ہوگا کہ آپ (پرنسپل، حضرت میاں ناصر احمد صاحب) کا فون آیا کہ تفصیل بتائی جائے، مجھے نیند نہیں آ رہی اور بے حد بے چینی ہے، کیا یہ مبشر احمد وہ تو نہیں جو ہر وقت مسکراتا رہتا تھا؟‘‘ افسوس کہ یہ وہی مبشر احمد تھا جس کی وفات پر آپ اس طرح بے چین ہو گئے اور کراچی سے فون کیا۔ (تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 341)

اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود جب بھی عزیزم مبشر احمد کی یاد آتی ہے تو طبیعت پر افسردگی چھا جاتی ہے۔

ڈاکٹر مظفر احمد شہید امریکہ (1946-1983)

عزیزم مظفر احمد میرے ابتدائی شاگردوں میں سے تھے، 64-1963 کے دوران تعلیم الاسلام کالج کے طالب علم تھے۔ محترم رشید احمد صاحب آف چندر کے منگولے ضلع سیالکوٹ کے فرزند ارجمند تھے۔ اکثر کلاس میں ان کے گاؤں ’’چندر کے منگولی‘‘ کی نسبت سے چھیڑ چھاڑ رہتی، بڑے ہنس مکھ، مؤدب اور ذہین طالب علم تھے۔ 1971 میں لاہور سے M.B.B.S کیا۔ جب بھی ربوہ میں ملتے ہنس کر تعارف کرواتے ’’سر! مظفر احمد چندر کے منگولے‘‘۔ پھر قہقہوں سے سجی کچھ باتیں ہوتیں۔ کچھ عرصہ فوج میں رہے پھر امریکہ چلے گئے، مختلف ہسپتالوں میں کام کیا، شہر ڈیٹرائٹ میں اپنی پریکٹس شروع کی۔ ہمدرد اور لائق ڈاکٹر تھے۔ تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ یہ نافع الناس نوجوان، 9-8 اگست 1983 کی درمیانی شب ایک شقی القلب سیاہ فام کی گولیوں کا نشانہ بن گیا۔ انا للہِ و انا الیہِ راجعون۔ 12 اگست 1983 کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے شہید ڈاکٹر صاحب کو ان ولولہ انگیز الفاظ میں یاد فرمایا:

’’اے مظفر تجھ پر سلام کہ تیرے عقب میں لاکھوں مظفر آگے بڑھ کر تیری جگہ لینے کے لئے بیقرار ہیں۔ اور اے مظفر کے شعلہ حیات کو بجھانے والو! تم نے تو اسے ابدی زندگی کا جام پلا دیا۔ زندگی اس کے حصے میں آئی اور موت تمہارے مقدر میں لکھ دی گئی۔‘‘

ان جیسے جان نثار فرزانوں کے بارے میں ہی حضرت مولنا غلام رسول صاحب راجیکیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ’’اگر چہ دنیا محبت الٰہی سے سرشار ہو کر جان قربان کرنے والوں کی روایات کو بھول چکی ہے، مگر ہم نے قرونِ اولیٰ کی روایات کو از سرِ نو تازہ کر دیا ہے۔ حق وصداقت کے عاشق جس قربان گاہ پر اپنی جانیں نچھاور کرتے رہے ہیں، اُس تک پہنچ ہماری زندگی کا نصب العین ہے۔‘‘

ذرّوں کی کہانی۔آصف کی زبانی
انسانی دماغ (آصف علی پرویز)

کہانی تو بیان ہو رہی ہے ذروں کی۔انسانی دماغ کا بھلا ان ذروں سے کیا تعلق! حقیقت یہ ہے کہ دماغ بھی قدرت خداوندی کا بنایا ہوا بہترین کمپیوٹر ہے جس کا ساری دنیا کے کمپیوٹر مقابلہ نہیں کر سکتے۔طبعاً آپ کے ذہن میں یہ سوال اٹھا ہوگا کہ کمپیوٹر میں ذرہ الیکٹران بنیادی کردار ادا کر رہا ہے تو کیا دماغ میں بھی ذرہ الیکٹران کا کچھ عمل دخل ہے؟

آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ دماغ اور باقی اعصابی نظام بھی ذرہ الیکٹران کا ہی مرہون منت ہے۔جس طرح کمپیوٹر میں دروازوں کا کھلنا یا بند ہونا ذہانت اور قوت فیصلہ کا موجب ہے اسی طرح دماغ میں ذہانت اور قوت فیصلہ کی ذمہ داری نیوران کا ایک دوسرے سے جڑنا اور جدا ہونے پر ہے۔نیوران اعصاب کا وہ بنیادی خلیہ ہے جس سے تمام اعصابی نظام بنا ہوا ہے۔

ایک انسانی دماغ میں اللہ تعالیٰ نے تیس کھرب سے زیادہ نیوران پیدا فرمائے ہیں۔سادہ الفاظ میں یہ کہنا بجا ہوگا کہ انسانی دماغ میں موجود نیوران کی تعداد ہماری کہکشاں میں موجود ستاروں سے بھی زیادہ ہے!

عام حالات میں بجلی کی پیدائش ایک مقناطیس کو تار کے چھلے میں گھمانے سے ہوتی ہے لیکن ہمارے دماغ میں اللہ تعالیٰ نے بجلی کی پیدائش کیلئے نہایت ہی پیچیدہ کیمیاوی نظام جاری فرمایا ہے۔اس کی سادہ مثال کار میں استعمال ہونے والی بیٹری ہے جہاں تیزاب اور دھات کے باہمی کیمیائی عمل کے نتیجہ میں بجلی پیدا ہوتی ہے جس سے کار کے انجن کو چلایا جاتا ہے۔اگر بیٹری میں صحیح طاقت کی بجلی نہ ہو تو کار کبھی سٹارٹ نہیں ہوگی اور شاید آپ میں سے بعض کو موسم سرما میں اس کا خوب تجربہ ہوا ہوگا۔

اب آپ سوال کریں گے کہ چلئے بجلی تو پیدا ہوگئی۔عام بجلی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کیلئے تار استعمال ہوتے ہیں۔پھر انسانی دماغ اور اعصابی نظام میں یہ بجلی یعنی الیکٹران ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں۔

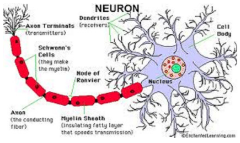

کیونکہ بالآخر الیکٹران کی حرکت ہی ہے جو دماغ سے جاری شدہ پیغامات کو جسم کے مختلف حصوں میں پہنچانے کا باعث ہوتی ہے۔اوران پیغامات کو جسم کے مختلف حصوں میں لانے اور لیجانے سے ہی مختلف کام سرانجام ہوتے ہیں۔مثلاً آنکھ سے دیکھنا یا کان سے سننا۔جس کی کچھ تفصیل اس مضمون میں بیان کی جائے گی۔

انسانی اعصابی نظام میں پیغام رسانی کا ذریعہ یعنی الیکٹران کو حرکت میں لانے کا طریق انتہائی پیچیدہ ہے۔سادہ الفاظ میں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ ہر نیوران کے ایک طرف سے ایک تار جسے Dentrites کا نام دیا گیا ہے، نکلتا ہے۔یہ تار پیغام کو اس نیوران تک لانے کا باعث ہوتا ہے۔دوسرے طرف ایک اور تار ہے جسے Axon کہا جاتا ہے۔یہ تار ایک دوسرے نیوران کے قریب جاتا ہے اور پیغام کو دوسرے نیوران تک پہنچاتا ہے۔اور یوں ان تاروں کی مدد سے 30 کھرب نیوران کے باہم جڑنے کا نظام پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے۔

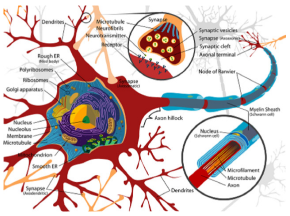

اس سے آپ کو کچھ اندازہ ہو ہی گیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے تاریں بچھانے کا نظام یعنی جو اعصابی نظام پیدا فرمایا ہے وہ ان بجلی کے کھمبوں اور ان پر لگائی ہوئی بجلی کی تاروں کے نظام سے جو بجلی کو بجلی کے پلانٹ سے ہمارے گھروں کو پہنچاتا ہے، کروڑوں گنا زیادہ پیچیدہ ہے! یہ ہے احسن تقویم کی ایک عمدہ مثال۔

انسانی دماغ کے اہم حصے

انسانی دماغ کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جن میں سے چند بنیادی حصوں کا مختلف تعارف میں بیان کرتا ہوں:

1. سری برم (Cerebrum)

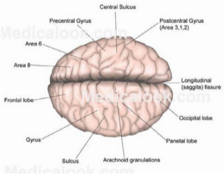

یہ دماغ کا سب سے بڑا حصہ ہے۔یعنی کل دماغ کا 85 فیصد۔دماغ کا یہ حصہ سوچ بچار کا کام کرتا ہے۔مثلاً جب آپ یہ مضمون سمجھ کر پڑھ رہے ہیں تو دماغ کا یہ حصہ پوری طرح کام کر رہا ہے۔مضمون کا کچھ حصہ جو آپ کو یاد ہوتا چلا جاتا ہے وہ بھی دماغ کے اسی حصہ میں ہوتا ہے۔اس طرح سے بچپن کے واقعات جو آپ کے حافظے میں محفوظ ہیں وہ بھی دماغ کے اسی حصہ میں ہیں۔

جب آپ اپنے جسم کے کسی عضو کو حرکت دینا چاہتے ہیں مثلاً ہاتھ کی انگلی کو تو یہ پیغام بھی دماغ کا یہی حصہ دیتا ہے۔اس کے علاوہ اور بھی کئی اہم ذمہ داریاں یہ ادا کر رہا ہے۔

دماغ کا یہی حصہ ہے جو آنکھ سے آئی ہوئی روشنی کو تصویری شکل دیتا ہے اور اس طرح سے کان سے آنے والی آواز کو سنتا ہے۔

2. سیری بیلم (Cerebellum)

یہ حصہ دماغ کا تقریباً 12 فیصد ہے۔دماغ کا یہ حصہ توازن برقرار رکھنے کا کام کرتا ہے۔مثلاً جب ایک تیراک پانی کے تالاب میں الٹ بازی لگاتا ہے تو دماغ کا یہ حصہ جسم کے توازن کو برقرار رکھتا ہے اور اسے ڈوبنے سے بچاتا ہے۔اس طرح سے دماغ کا یہ حصہ مختلف عضلات (Muscles) کی حرکت کو کنٹرول کرتا ہے۔سادہ الفاظ میں ہمارا کھڑا ہونا، چلنا اور ہمارا دوڑنا دماغ کے اسی حصہ کا مرہون منت ہے۔

3. دماغ کا تنا (Brain Stem)

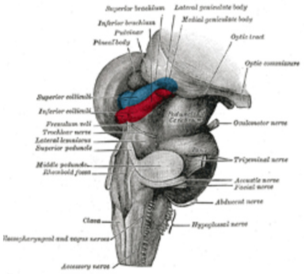

یہ حصہ ہمارے سر کے دماغ کو حرام مغز کی بتی (Spinal Cord) سے ملاتا ہے۔دماغ کا یہ حصہ سانس کے نظام، دوران خون کا نظام، ہاضمے کا نظام وغیرہ کو کنٹرول کرتا ہے۔اس طرح سے یہ ان کاموں کی نگرانی کرتا ہے جو بظاہر خود بخود ہوتے ہیں۔مثلاً اگر انسان کو چوٹ لگ جائے اور خون بہنے لگے تو یہ حصہ خون میں ایسے کیمیائی مادے پیدا کرنے کا حکم دیتا ہے جس سے خون بند ہو جاتا ہے۔اعصابی نظام میں ہر وقت لاکھوں پیغام آ جا رہے ہیں، انکو کنٹرول کرنا بھی اسی کا کام ہے۔گویا یہ ٹریفک پولیس کا کام کر رہا ہے۔

4. پیچوایٹری گلینڈ (Pituatory Gland)

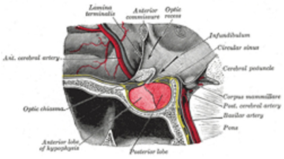

یہ بادام کے سائز جتنا ہے جو مختلف ہارمونز کی پیدائش کو کنٹرول کرتا ہے۔ہارمونز افزائش نسل میں ایک بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔اگر ان کی تخلیق کا نظام اللہ تعالیٰ نے پیدا نہ کیا ہوتا تو نسل انسانی وحیوانی کب کی معدوم ہو گئی ہوتی۔یہی وہ گلینڈ ہے جو عمر کے ساتھ ساتھ قد کو بڑھاتا ہے اور ہمارے جسم کی ساخت کو معین شکل مہیا کرتا ہے۔

یہ امر واقعہ ہے کہ انسانی دماغ کل جہان کی تخلیق میں سب سے پیچیدہ عضو ہے۔ڈاکٹر بھی دماغ کے بہت تھوڑے حصوں کو ہی سمجھ پائے ہیں بلکہ یہ کہنا زیادہ موزوں ہوگا کہ جتنی زیادہ وہ تحقیق کرتے ہیں، اتنا زیادہ ہی انہیں احساس ہوتا ہے کہ ابھی وہ دماغ کا عشر عشیر بھی سمجھ نہیں پائے۔

اب میں صرف دو حواس خمسہ کا ذکر کروں گا جس کے بارے میں خود خدا تعالیٰ نے ''سمیع بصیراً'' فرمایا ہے۔

1954ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی تعمیر مکمل ہونے پر ایک یادگار تاریخی تصویر

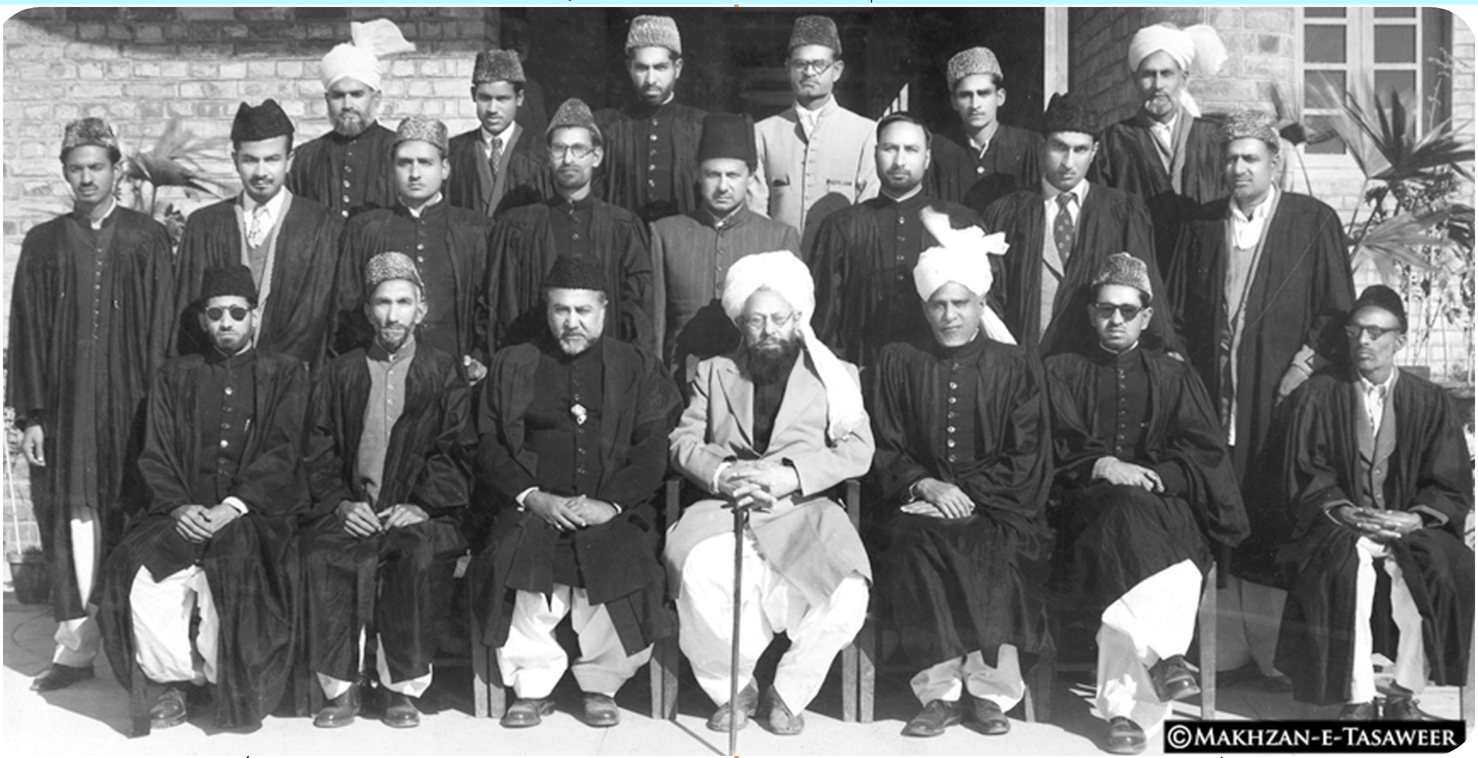

کرسیوں پر (دائیں سے بائیں) شیخ محبوب عالم خالد صاحب (اردو)، صوفی بشارت الرحمن صاحب (عربی)، اخوند محمد عبدالقادر صاحب (انگریزی)، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (پرنسپل) میاں عطاء الرحمن صاحب (فزکس)، چوہدری محمد علی صاحب (فلاسفی) پہلی لائن میں کھڑے ہوئے (دائیں سے بائیں) محمد ابراہیم ناصر صاحب (ریاضی)، میر محمد یعقوب صاحب (ریاضی)، ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب (فزکس)، ڈاکٹر مرزا منوّر احمد صاحب (میڈیکل آفیسر)، حبیب اللہ خان صاحب (کیمسٹری)، سلطان محمود شاہد صاحب (کیمسٹری)، مرزا مجید احمد صاحب (ہسٹری)، مسعود احمد عاطف صاحب (فزکس) دوسری لائن میں کھڑے ہوئے (دائیں سے بائیں) مولوی محمد دین صاحب (لائبریرین) ظفر احمد وینس صاحب (اکنامکس)، چوہدری فضل داد صاحب (ڈی پی ای) مبارک احمد انصاری صاحب (کیمسٹری)، محمد لطیف صاحب (انگریزی)، مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی (دینیات)

ہم کیونکر دیکھتے ہیں؟

آنکھ کو اللہ تعالیٰ نے ایک پیچیدہ لیکن انتہائی ضروری عضو کے طور پر پیدا فرمایا ہے جس سے ہم روشنی کے سات رنگوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ ان کا ذکر میں نے پچھلے مضامین میں کیا تھا۔ روشنی جب کسی چیز مثلاً گلاب کے پھول پر پڑتی ہے تو گلاب کا سرخ رنگ کا پھول باقی چھ رنگوں کو تو جذب کر لیتا ہے لیکن سرخ روشنی کو منعکس کرتا ہے۔ اسی طرح اس کی سبز ٹہنی سبز رنگ کو منعکس کرتی ہے۔ چنانچہ یہ سرخ اور سبز روشنی آنکھ کی طرف آتی ہے۔ سب سے پہلے یہ روشنیاں ایک شفاف جھلی یعنی Cornea سے گزر کر تپلی (Pupil) پر مرکوز ہوتی ہیں۔ جس کے پیچھے لگا ہوا عدسہ (Lens) ان کا ارتکاز (Focus) کر کے ریٹینا (Retina) پر ڈالتا ہے۔

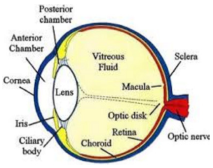

ریٹینا میں اللہ تعالیٰ نے ایسے خلیے (Photoreceptive Nerve Cell) پیدا فرمائے ہیں جو کئی رنگوں کی روشنی کو مختلف طاقت کی بجلی (الیکٹران) میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ چنانچہ بجلی کی یہ لہریں یعنی مختلف طاقت کے الیکٹران اس پیغام کو لے کر دماغ میں موجود نیوران تک پہنچتے ہیں۔ جہاں دماغ ایک نہایت ہی پیچیدہ عمل کے ذریعہ ان پیغامات کو پڑھتا ہے اور عملاً آن واحد میں تصویر بنا دیتا ہے۔

یہاں یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ریٹینا میں دو قسم کے خلیات ہوتے ہیں۔ ایک کو ہم Rods کہتے ہیں۔ ہر ایک آنکھ میں ان کی تعداد 120 ملین کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ جو سفید اور سیاہ رنگ کو پہچاننے میں مدد دیتے ہیں۔

دوسرے خلیات Cones کہلاتے ہیں اور رنگوں کی شناخت کر کے ہر رنگ کے مناسب بجلی پیدا کرتے ہیں۔ ہر آنکھ میں ساٹھ لاکھ Cones ہوتے ہیں۔

انسانی آنکھ قوس قزح میں موجود سات رنگوں کو ہی دیکھ سکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض کیڑوں کو یہ طاقت بخشی ہے کہ وہ بالائے بنفشی شعاؤں (Ultra Violet Rays) کو بھی دیکھ سکتے ہیں۔

کان کیسے سنتے ہیں

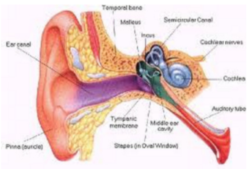

سننے کا بھی انتہائی پیچیدہ نظام ہے جس سے انسان مختلف آوازوں کو سن سکتا ہے۔ جب ہم بولتے ہیں تو سننے کی لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ لہریں دباؤ کی زیادتی (Compression) اور دباؤ کی کمی (Depression) پر منحصر ہوتی ہیں۔ ان لہروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کیلئے ضروری ہے کہ ہوا موجود ہو۔ چنانچہ ہوا کی لہروں کے دوش پر سوار ہو کر یہ ہمارے بیرونی کان تک پہنچتی ہیں۔ جہاں سے یہ کان کی نالی میں سے ہوتی ہوئی کان کے پردہ تک پہنچتی ہیں۔ آواز کی طاقت سے کان کا پردہ تھرتھرانے لگتا ہے۔ یہ تھرتھراہٹ تین چاول کے دانے کے برابر ہڈیوں یعنی Hammer, Anvil اور Stirrup میں منتقل ہوتی ہے جو بالآخر کان کے اندر موجود سیال (Syrup) میں حرکت پیدا کرتی ہے۔ اس حرکت کے نتیجہ میں لاکھوں حساس بالوں کے خلیوں (Sensory Hair Cells) میں حرکت پیدا ہوتی ہے جو بالآخر بجلی یعنی الیکٹران میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس طرح بجلی سننے والے اعصاب (Auditory Nerve) سے گزرتی ہوئی دماغ تک پہنچتی ہے جو کہ ایک نہایت ہی پیچیدہ عمل سے الیکٹران کے اس پیغام کو آواز میں تبدیل کر دیتا ہے۔

اس بیان سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ سننے کے عمل میں الیکٹران ایک بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔